THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

امام خطابی بحیثیت فقیہ
(معالم السنن کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ)

IMAM KHATTABI AS A JURIST (RESEARCH STUDY IN THE CONTEXT OF "MA'ALIM AL-SUNAN")

1. **Shahzada Imran Ayub**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore.
Email: drhfzimran@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-5840-1646

2. **Muhammad Usman**
M.Phil Islamic Studies, Department of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore.
Email: usman622hafiz@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0003-3019-65465

To cite this article:
Ayub, Shahzada Imran, and Muhammad Usman. "IMAM KHATTABI AS A JURIST (RESEARCH STUDY IN THE CONTEXT OF "MA'ALIM AL-SUNAN)." *The Scholar-Islamic Academic Research Journal* 7, No. 2 (December 29, 2021).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue13urduar2

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 7, No. 2 || July -December 2021 || P. 18-33
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue13urduar2
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/ issue13urduar2
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2021-12-29 ā

امام خطابیؒ بحیثیت فقیہ
(معالم السنن کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ)

IMAM KHATTABI AS A JURIST
(RESEARCH STUDY IN THE CONTEXT OF "MA'ALIM AL-SUNAN")

Shahzada Imran Ayub, Muhammad Usman

ABSTRACT:

Imam Khattabi is a Muhaddith of the 4th century AH. He has rendered some unique services in the field of hadith such as writing the first commentaries of Sahih Bukhari and Sunan Abu Dawood, etc. In addition, he gained fame not only in literature and hadith but also in jurisprudence and also became famous as a jurist. Ma'alim al-Sunan, which is his well-known work, is not only a great source of understanding of hadith, but also a telling proof of his jurisprudential insight. Therefore, while commenting, he also discusses issues and rules in different ways, sometimes he describes in detail the issues contained in the same hadith and sometimes he quotes several hadiths and discusses them all together in jurisprudence. As required, he sometimes works briefly and sometimes at length. He also mentions the differences in jurisprudence and in this regard, sometimes he clarifies the name of the persuader and sometimes he does not. When quoting dissenting opinions, he sometimes expresses a preferential opinion and sometimes suffices to quote only the statements; however, there are many places where he prefers. If there is any defect in the jurisprudential opinions of the scholars in the matter, then he also gives an excuse on their behalf like this hadith may not have reached

them at all, etc. Sometimes he also attributes opinions to various schools of thought, such as the "Ashaab ul Ray" and the "Ashaab e Malik" etc. In various places, he has also made arrangements to explain the causes and wisdom of Shariah rules. According to most of the Ahadith, he also deduces problems through his understanding and Ijtihad, and sometimes even offers very precise and profound inferences through which his jurisprudential and Ijtihad power can be well assessed.

Keywords: Khattabi, Hadith, Ma`lim us Sunan, Explanations, Fiqh, Language, Literature, Inference, Ijtihad, Jurisprudential views.

کلیدی الفاظ: خطابی، حدیث، معالم السنن، تفسیر، فقہ، زبان، ادب، استنباط، اجتہاد، فقہی نظریات۔

امام خطابیؒ کا تعلق چوتھی صدی ہجری سے ہے۔ آپ کا نام حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب اور کنیت ابو سلیمان ہے۔ آپ نے نہ صرف بطور محدث بلکہ ادیب، شاعر، لغوی اور فقیہ کے بطور بھی شہرت پائی۔ حدیث کے حوالے سے آپ نے چند ممتاز اور نمایاں خدمات انجام دیں جیسا کہ صحیح بخاری کی اولین شرح "اعلام الحدیث" لکھنے کا اعزاز آپ ہی کو حاصل ہے۔ سنن ابوداود کی پہلی مفصل اور مکمل شرح "معالم السنن" بھی آپ ہی نے تحریر فرمائی جو نہ صرف تفہیمِ حدیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے بلکہ لغوی ابحاث، امثالِ عرب، شرعی آداب، اقوالِ سلف، اشعار اور اصطلاحات کے ساتھ ساتھ فقہی احکام و فوائد کا بھی نہایت عمدہ مجموعہ ہے۔ چونکہ یہ کتاب آپ نے شرحِ صحیح بخاری سے بھی پہلے تالیف فرمائی تھی اور پھر یہ سنن ابوداود کی مکمل شرح ہے اسی لئے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر قلم اٹھانے کی ایک وجہ یہ بھی بنی کہ اس پر تاحال کوئی تحقیقی کام منظر عام پر نہیں آیا تھا۔

معالم السنن میں امام خطابیؒ نے جہاں روایتِ حدیث کے حوالے سے اسناد کے ذکر، رواۃ پر حکم، احادیث کے درجہ کا بیان وغیرہ پر کلام کیا ہے وہاں استنباطِ احکام کا بھی بطورِ خاص اہتمام فرمایا ہے اور کتاب کا اکثر حصہ اسی پر مشتمل ہے کیونکہ جس کتاب (سنن ابوداود) کی یہ شرح ہے وہ احادیثِ احکام ہی پر مشتمل ہے۔ یہی باعث ہے کہ مؤلفؒ نے اہتمام کے ساتھ کتاب کی اکثر احادیث کے تحت مسائل و احکام، استنباطات، فقہی اختلافات اور شرعی احکام کی حکمتوں اور علتوں وغیرہ پر بھی کلام فرمایا ہے۔ چنانچہ موصوف نے مقدمہ کتاب میں بھی مختلف مقامات پر اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ

انہوں نے اس کتاب میں فقہی حوالے سے بھی خاص اہتمام کیا ہے۔[1] ایک مقام پر آپ نے یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ مختلف طرقِ فقہ کے بیان میں آپ نے جو منہج واسلوب اختیار کیا ہے، اگر کوئی فقیہ اسے دیکھے گا تو یہ اسلوب اسے طلب حدیث کی جستجو کی طرف بلائے گا اور اگر کوئی محدث اس میں غور وفکر کرے گا تو یہ اسلوب اسے تعلیم فقہ کی رغبت دلائے گا۔"[2]

احکام واستنباطات نقل کرنے کے اسالیب:

اولاً امام خطابیؒ حدیث نقل فرماتے ہیں، پھر اس کے مشکل الفاظ کی شرح فرماتے ہیں اور پھر اس میں موجود فقہی احکام ذکر کرتے ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر ایسا بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ اگر حدیث میں کوئی محتاجِ وضاحت مشکل لفظ نہ ہو تو آپ حدیث کے فوراً بعد اس کے فقہی احکام پر بحث شروع کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر حدیث میں کوئی قابل بیان فقہی مسئلہ موجود نہ ہو تو آپ صرف لغوی شرح پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں معالم السنن میں امام خطابیؒ نے احکام واستنباطات نقل کرنے کے جو مختلف اسالیب اختیار فرمائے ہیں ان کا مختصر بیان آئندہ مختلف عناوین کے تحت پیش خدمت ہے۔

1. احکام نقل کرنے کے لئے مختلف الفاظ کا استعمال:

امام خطابیؒ فقہی احکام ومسائل ذکر کرنے کے لئے درج ذیل مختلف الفاظ استعمال فرماتے ہیں:

- ((وفیه من الفقه)) " اس میں یہ فقہی مسئلہ موجود ہے۔"[3]
- ((دلالة هذا الحديث)) "اس حدیث کی دلالت یہ ہے۔"[4]
- ((يستدل بهذا الحديث من ...)) "اس حدیث سے وہ استدلال کرتا ہے جو۔"[5]

2. متعدد احادیث پر اکٹھی فقہی بحث:

بعض اوقات امام خطابی ؒ ایسا کرتے ہیں کہ پہلے ایک موضوع کی متعدد احادیث اکٹھی ذکر فرماتے ہیں اور پھر ایک ہی

---

[1] AL-Khaṭṭābī,Ḥmad bin Muḥammad,Abū Sulīmān, "***Ma'alim ul Sunan Sharh Sunan Abī Da'ud"***, (Beurit,Dār Ibn Ḥazm,1997)1/2

[2] ***Ma'alim ul Sunan***,1/5,6.

[3] ***Ma'alim ul Sunan***,1/28.

[4] Ibid,1/63.

[5] Ibid,1/36.

دفعہ سب میں موجود فقہی احکام پر بحث فرماتے ہیں۔ جیسا کہ " کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین عند افتتاح الصلاۃ " میں پہلے امام خطابیؒ نے چھ کے قریب احادیث اکٹھی نقل فرمائی ہیں [6] اور پھر ان میں موجود فقہی احکام کو ایک ہی دفعہ ذکر کیا ہے اور اس کا آغاز یوں فرمایا ہے کہ ((قلت والاختلاف في هذه الاحاديث من وجهين؛ احدهما في منتهى ما يرفع اليه اليد من المنكبين والاذنين ...))"میں کہتا ہوں کہ ان احادیث میں اختلاف دو طرح کا ہے؛ ایک اختلاف یہ ہے کہ رفع الیدین کے وقت ہاتھ اٹھانے کی انتہاء کون سا مقام ہے ؟ کندھے یا دونوں کان...۔" [7]

3. اختصار اور طوالت:

فقہی احکام کے بیان میں کبھی آپ اختصار سے کام لیتے ہیں اور کبھی طوالت سے اور اس اختصار و طوالت کے اختلاف کا سبب دراصل حدیث میں موجود فقہی احکام و مسائل کی کثرت اور قلت ہوتا ہے۔ یعنی اگر کسی حدیث میں فقہی مسائل کم ہوں تو وہاں آپ اختصار سے کام لیتے ہیں اور اگر کسی حدیث میں فقہی مسائل زیادہ ہوں تو وہاں آپ طوالت سے کام لیتے ہیں۔

اختصار کی مثال وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ "نبی ﷺ جب وضوء کرتے تو پانی کا ایک چلو لیتے، اسے اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور پھر اس سے داڑھی کا خلال فرماتے اور پھر فرمایا کرتے: مجھے میرے رب نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔" [8] یہ حدیث نقل کرنے کے بعد آپ نے صرف داڑھی کے خلال کے شرعی حکم کو ہی بیان فرمایا ہے، چنانچہ نقل فرمایا کہ "بعض علماء نے داڑھی کے خلال کو واجب قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر کوئی اسے جان بوجھ کر چھوڑے گا تو اسے نماز دُہرانا ہوگی ، یہ ابو ثور اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے، جبکہ عام علماء کی رائے میں اس حدیث میں موجود حکم استحباب کے لئے ہے، وجوب کے لئے نہیں۔ " [9]

اور طوالت کی مثال وہ حدیث ہے جس میں سمندری پانی سے وضو کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا "سمندری پانی پاک ہے، نیز اس کا مردار بھی حلال ہے۔" [10] اس کے تحت آپ نے تقریباً دو صفحات پر

---

[6] Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, ***Sunan Abī Da'ud***, (Riyād, Dār Salam 1421AH) Ḥadīth # 721,723,730,744,745,748,749.

[7] ***Ma'alim ul Sunan***,1/192.

[8] ***Sunan Abī Da'ud,*** kitāb al-ṭahārat, bāb takhlīl alleḥyah, ***Ḥadīth*** #145.

[9] ***Ma'alim ul Sunan***,1/56.

[10] ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb al-ṭahārat, bāb al-wūdoo bimaa al-baḥr, Ḥadīth #83

مشتمل تفصیل سے بحث کرتے ہوئے اس میں موجود فقہی مسائل بیان فرمائے ہیں اور اس کاآغاز یوں کیا ہے کہ
((فی ھذا الحدیث انواع من العلم ...))"اس حدیث میں علم کی کئی انواع موجود ہیں...۔"[11]

4. ترجمۃ الباب کے فقہی حکم کا حدیث کے ساتھ ربط کا بیان:

بعض مقامات پر امام خطابیؒ نے یہ اہتمام بھی فرمایا ہے کہ آپ ترجمۃ الباب میں موجود فقہی مسئلے کا حدیث کے ساتھ ربط بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ نے یہ باب ((الدعاء فی الطواف))"طواف کے دوران دعا کا بیان" نقل کرنے کے بعد وہ روایت بیان فرمائی ہے جو ان الفاظ پر مشتمل ہے کہ "کسی کو منع مت کرو جس وقت بھی کوئی اس گھر (بیت اللہ) کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے (تو پڑھنے دو) دن ہو یا رات، خواہ کوئی وقت ہو۔"[12]اس کے تحت شرح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ " امام شافعیؒ نے اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہوئے فرمایا ہے کہ جن اوقات میں تمام شہروں میں نماز ممنوع ہے مکہ شہر میں ان اوقات میں بھی نماز جائز ہے...اور بعض اہل علم نے اس حدیث میں موجود لفظ نماز سے دعا مراد لی ہے، اور ممکن ہے کہ امام ابوداودؒ کے نزدیک حدیث کا معنی یہی ہو اور اس بات پر ترجمۃ الباب بھی دلالت کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ " طواف کے دوران دعا کا بیان"۔[13]

5. مناظرانہ اسلوب پر مسائل کا بیان:

بعض مقامات پر فقہی مسائل کے بیان میں آپ نے مناظرانہ اسلوب بھی اختیار فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے نقل فرمایا "اگر کوئی اس طرح کہے گا تو ہم اس طرح کہیں گے" اور کبھی آپ سوال اور جواب کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں کہ "اگر (کسی کی طرف سے) یوں کہا جائے کہ ایسا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ حالانکہ یہ معلوم ہی ہے کہ جب نماز کا جواز نہیں ہو گا تو اس کا کوئی ثواب بھی نہیں ہو گا (تو اسے) یہ جواب دیا جائے گا کہ اگرچہ نماز کا جواز نہیں لیکن جو انہوں نے نیت کی ہے اس کا اجر تو انہیں ملے گا جیسا کہ حدیث نبوی ہے کہ " جب حاکم دورانِ اجتہاد غلطی کرے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔"[14] کیا آپ دیکھتے نہیں کہ (ایسی صورت میں) اس کا حکم تو باطل ہے لیکن اجر باطل نہیں ہے۔"[15]

---

11 ***Ma'alim ul Sunan***,1/43.
12 ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb ul Manāsik, Bāb al-tawaf B`ad al-Asr, Ḥadīth #1894.
13 ***Ma'alim ul Sunan***,2/195.
14 Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismaīl, ***Al Jāmi' al Ṣaḥīḥ Al Bukhārī*** (Beirut: Dār Salam, 1421 AH), Ḥadīth # 7352
15 ***Ma'alim ul Sunan***,2/133.

فقہی اختلافات کا بیان

اگر کسی مسئلے میں فقہی نزاع واختلاف موجود ہو توامام خطابیؒ اس کی طرف بھی رہنمائی فرماتے ہیں اور اس سلسلے میں کبھی ایک اختلافی قول اور کبھی متعدد اقوال نقل فرماتے ہیں۔ مزید اس سلسلے میں آپ جو مختلف اسالیب اختیار کرتے ہیں اس کا مختصر بیان آئندہ سطور میں پیش خدمت ہے۔

1. قائل کے نام کی صراحت:

اکثر اوقات امام خطابیؒ اختلافی اقوال نقل کرتے ہوئے قائل کے نام کی بھی صراحت فرماتے ہیں جیسا کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ۔ چنانچہ حضرت قیس بن عاصمؓ کی جس روایت میں ہے کہ نے جب اسلام قبول کیا تو نبی ﷺ نے انہیں غسل کا حکم فرمایا۔[16] اس کے تحت آپ نے نقل فرمایا ہے کہ "میں کہتا ہوں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں، اور امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جب کافر اسلام قبول کرے تو میں اس کے لئے پسند کرتا ہوں کہ وہ غسل کرے، لیکن اگر وہ غسل نہ کرے اور وہ جنبی بھی نہ ہو تو اتنا ہی کافی ہے کہ وہ وضوء کر کے نماز پڑھ لے، اور امام احمد بن حنبلؒ اور ابو ثورؒ حدیث کے ظاہر کے مطابق فتویٰ دیتے ہوئے کافر پر غسل واجب قرار دیتے ہیں جب وہ اسلام قبول کرے... اور امام مالکؒ کی رائے یہ ہے کہ کافر جب اسلام قبول کرے تو اسے غسل کرنا چاہئے۔"[17]

2. قائل کے نام کی عدمِ صراحت:

کبھی امام خطابیؒ ایسا بھی کرتے ہیں قائل کا نام مبہم رکھتے ہیں اور اس کے متعلق بس اس طرح کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم، سلف کی ایک جماعت، بعض متاخرین اور بعض اہل حدیث کے شیوخ وغیرہ۔ اس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

- ((قد ذهب بعض اهل العلم الى ظاهر لفظ الحديث فأوجب اعادة الوضوء اذا ترك التسمية عامدا)) "بعض اہل علم نے حدیث کے ظاہری الفاظ کے مطابق ہی رائے اختیار کی ہے اور جب کوئی شخص جان بوجھ کر (وضوء کی ابتداء میں) بسم اللہ ترک کر دے تو انہوں نے اس پر دوبارہ وضوء کرنا واجب قرار دیا ہے۔"[18]

---

16 ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb al-tahārat, bāb fil rajul Usalim fawu`mar bil ghusl, Ḥadīth #355
17 ***Ma'alim ul Sunan***,1/111,112.
18 Ibid,1/46

- ((وقد کرہ قوم من السلف الاستنجاء بالماء))"اور سلف کی ایک جماعت نے پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کو ناپسند کیا ہے۔"[19]
- ((وزعم بعض المتاخرین ان الماء نوع من المطعوم فکرھه لاجل ذلك))"اور بعض متاخرین نے یہ گمان کیا ہے کہ پانی خوراک کی ایک قسم ہے اس لئے سلف کی ایک جماعت نے اس سے استنجاء کرنا ناپسند کیا ہے۔"[20]

3. مکتب فکر کی رائے:

کبھی امام خطابیؒ اختلافی اقوال نقل کرتے ہوئے ہر قائل کا نام ذکر کرنے کی بجائے اس کے مکتب فکر کا ذکر کرنے پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں جیسا کہ اصحاب الرائے، اصحاب مالک، اصحاب الحدیث اور اہل ظاہر وغیرہ۔ اس کی چند امثلہ درج ذیل ہیں :

- "اور اصحاب الرائے کا کہنا ہے کہ اگر کوئی نماز جنازہ اور نماز عیدین کے فوت ہونے سے ڈرے تو تیمم کرلے۔"[21]
- "اور اصحابِ مالک کا کہنا ہے کہ وقوفِ عرفات میں دن رات کے تابع ہے لہٰذا جس نے عرفہ میں وقوف نہ کیا حتی کہ سورج غروب ہو گیا تو یقینا اس کا حج فوت ہو گیا ...۔"[22]
- "حدیث کے ظاہر کے مطابق فتویٰ دیتے ہوئے عام اصحابِ حدیث نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوء واجب ہو جاتا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی یہی رائے اختیار فرمائی ہے۔"[23]
- "امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم کو اپنایا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ میت کا ولی اس کی طرف سے روزے ہی رکھے گا، اور یہی اہل ظاہر کا قول ہے۔"[24]

4. اقوال وادلہ کے ذکر میں طوالت:

بعض اوقات امام خطابیؒ حسب ضرورت اختلافی اقوال اور ان کے دلائل نقل کرتے ہوئے قدرے تفصیل سے بھی کام لیتے ہیں، چنانچہ ایک مقام پر جہاں آپ نے قبلہ رخ ہو کر قضائے حاجت کرنے اور دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی

---

19 ***Ma'alim ul Sunan***,1/28.
20 Ibid,1/28
21 Ibid,1/18
22 Ibid,2/208
23 Ibid,1/67
24 Ibid,2/122

ممانعت والی حدیث نقل فرمائی ہے[25] وہاں اس کے تحت آپ نے اس حدیث میں موجود فقہی مسائل پر بالتفصیل بحث کی ہے اور مختلف علماء کے اقوال اور ان کے دلائل بھی نقل فرمائے ہیں اور یہ بحث تقریباً تین صفحات پر مشتمل ہے۔[26]

اسی طرح حدیث "جب پانی دو مٹکے ہو تو نجس نہیں ہوتا۔"[27] کے تحت بھی آپ نے بالتفصیل کلام فرمایا ہے اور اس مسئلے میں مختلف علماء کے اقوال اور ان کے دلائل نقل فرمائے ہیں، یہ بحث تقریباً دو صفحات پر مشتمل ہے۔[28]

5. اختلافی اقوال میں ترجیح اور عدمِ ترجیح:

امام خطابیؒ بعض مقامات پر اختلافی اقوال نقل کرنے پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں اور انہیں ترجیح کے بغیر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے جہاں جنبی شخص کے لئے قرآن کی قراءت کے متعلق حدیث نقل فرمائی ہے[29] وہاں اس کے تحت مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی کسی دوسرے پر ترجیح نہیں دی، چنانچہ آپ نے نقل فرمایا ہے کہ "اور اس حدیث میں یہ فقہی مسئلہ موجود ہے کہ جنبی شخص قرآن کی قراءت نہیں کر سکتا اور اسی طرح حائضہ عورت بھی قراءت نہیں کر سکتی کیونکہ اس کا حدث جنابت کے حدث سے بھی زیادہ سخت ہے، البتہ امام احمد بن حنبلؒ جنبی کے لئے ایک آیت اور اس کی مثل قراءت کرنے کی رخصت دیا کرتے تھے اور وہ علیؓ کی اس حدیث کو کمزور کہتے تھے اور عبداللہ بن سلمہ کے معاملے کو بھی کمزور قرار دیتے تھے۔ اور امام مالکؒ نے بھی اسی طرح کہا ہے کہ جنبی شخص ایک آیت اور اس کی مثل قرآن کی قراءت کر سکتا ہے، اور امام مالکؒ کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حائضہ عورت تو قراءت کر سکتی ہے جبکہ جنبی شخص قراءت نہیں کر سکتا کیونکہ حائضہ اگر قراءت نہیں کرے گی تو قرآن بھول جائے گی اس لئے کہ ایامِ حیض لمبے ہوتے ہیں جبکہ مدتِ جنابت لمبی نہیں ہوتی، اور ابن مسیبؒ اور عکرمہؒ سے مروی ہے کہ وہ دونوں جنبی شخص کے لئے قراءتِ قرآن میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حالانکہ اکثر علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں۔"[30]

یہ تو مثال تھی اس چیز کی کہ جہاں امام خطابیؒ نے اختلافی اقوال میں ترجیح نہیں دی، تاہم دیگر اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں امام خطابیؒ نے اختلافی اقوال نقل کرنے کے بعد ان میں ترجیح بھی دی ہے جیسا کہ قبلہ رخ قضائے حاجت کی

---

25 ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb Al-Ṭahārat, Ḥadīth #7
26 ***Ma'alim ul Sunan***,1/11,12,13
27 ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb al-ṭaharat, bab ma yunjis al-maa, Ḥadīth #65
28 ***Ma'alim ul Sunan***,1/35,36
29 ***Sunan Abī Da'ud***, Kitab al-ṭahārat, bāb fil junub yaqrā ul Qurʿān, Ḥadīth #229
30 ***Ma'alim ul Sunan***,1/76,77

ممانعت والی حدیث نقل کرنے کے بعد آپ نے اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں اور پھر ان میں سے ترجیح اس قول کو دی ہے کہ قبلہ رخ قضائے حاجت کی ممانعت والی احادیث صحراء اور کھلے میدان کے ساتھ خاص ہیں جبکہ عمارتوں میں تعمیر شدہ بیت الخلاء اس سے مستثنیٰ ہیں۔[31]

6. اہل علم کے عذر کا بیان:

جن اہل علم نے بعض مسائل میں دیگر علماء کی اکثریت سے اختلاف رائے کا اظہار کیا ہے امام خطابیؒ نے ان کا عذر ذکر فرمایا ہے کہ ممکن ہے انہیں دوسری حدیث پہنچی نہ ہو، یا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کا مفہوم یہ سمجھا ہو، یا ممکن ہے انہوں نے اس کی یہ تاویل کی ہو وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح آپ نے اہل علم کا عذر بیان کرنے کی کوشش کی ہے، بلاشبہ آپ نے ایسا ان کی عزت و احترام کے پیش نظر ہی کیا ہے۔ اس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

- ایک مقام پر امام خطابیؒ نے فرمایا "بالعموم علماء کی رائے یہی ہے کہ گھریلو گدھوں کا گوشت حرام ہے اور اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے جو رخصت منقول ہے ((لعل الحدیث فی تحریمها لم یبلغه))" تو ہو سکتا ہے کہ اس کی حرمت سے متعلقہ حدیث انہیں پہنچی ہی نہ ہو۔"[32]
- دوران احرام موزے کاٹ کر پہننے والی حدیث کی شرح میں نقل فرمایا کہ " عطاءؒ کا کہنا ہے کہ محرم شخص موزوں کو نہ کاٹے کیونکہ ان کے کاٹنے میں فساد ہے۔"[33] اس کے بعد فرمایا کہ "عطاؒ کا یہ قول کہ انہیں کاٹنے میں فساد ہے، ہو سکتا ہے کہ انہیں ابن عمرؓ کی حدیث پہنچی ہی نہ ہو، اور فساد تو صرف ایسا کام کرنے میں ہوتا ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہو لیکن جس کام کی رسول اللہ ﷺ نے خود اجازت دی ہو اسے کرنے میں کوئی فساد نہیں۔"[34]
- ایک حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا جو مقروض تھا لیکن پھر ایک صحابی نے اس کی طرف سے قرض کی ادائیگی کی ضمانت دی تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔[35] اس کے تحت امام خطابیؒ نے یہ مسئلہ ذکر فرمایا ہے کہ خواہ میت اتنا مال چھوڑے کہ جتنا اس پر قرض ہے یا نہ، اس کی طرف سے ضمانت دی جا سکتی ہے، امام شافعیؒ کی بھی یہی رائے ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ اگر میت اتنا

[31] ***Ma'alim ul Sunan***,1/16.
[32] Ibid,4/250.
[33] Ibid,2/167
[34] Ibid,2/177
[35] ***Sunan Abī Da'ud,*** Kitāb al-byoo`, bāb fittashdeed fidden, Ḥadīth #3343

مال نہ چھوڑے کہ جتنا اس پر قرض ہے تو پھر اس کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اس کے بعد آپ نے امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے یہ عذر نقل فرمایا ہے کہ ((ویشبه ان یکون هذا الحدیث لم یبلغه))" اور ہو سکتا ہے کہ ان کو یہ حدیث پہنچی ہی نہ ہو۔"[36]

احکام کا استنباط:

استنباط دراصل کتاب وسنت کی نصوص سے اپنے فہم واجتہاد کے ذریعے مسائل واحکام نکالنے کا نام ہے۔ امام خطابیؒ نے اپنی اس کتاب میں بہت سی احادیث کے تحت فقہی مسائل کا استنباط فرمایا ہے جیسا کہ

- وہ حدیث جس میں لوگوں کے سائے کی جگہ میں قضائے حاجت سے منع کیا گیا ہے[37]، اس کے تحت آپ نے نقل فرمایا ہے کہ "ہر سائے کے نیچے قضائے حاجت کے لئے بیٹھنا حرام نہیں، یقیناً نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لئے کھجور کے درخت کی شاخ کے نیچے بیٹھے تھے اور بلاشبہ شاخ کا سایہ ہوتا ہے، اس لئے قضائے حاجت سے ممانعت صرف ایسے سائے کے تحت ہے جو لوگوں کے لئے جائے پناہ اور ٹھہرنے کی جگہ ہو۔"[38]
- جس حدیث میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ وضوء کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور نہ ہی خیانت کے مال سے صدقہ قبول کرتا ہے۔"[39] اس کے تحت امام خطابیؒ فرماتے ہیں "اس حدیث میں یہ فقہی مسئلہ موجود ہے کہ تمام نمازیں طہارت کی محتاج ہیں اور اس میں نماز جنازہ، نماز عیدین اور دیگر تمام نفلی نمازیں بھی شامل ہیں، اور اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ طواف بھی بغیر وضوء کے کفایت نہیں کرتا کیونکہ نبی ﷺ نے اسے نماز کا نام دیا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ طواف نماز ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں گفتگو مباح ہے، اور آپ ﷺ کے اس فرمان " اور نہ (اللہ تعالیٰ) خیانت کے مال سے صدقہ قبول کرتا ہے" میں اس چیز کی وضاحت موجود ہے کہ جو شخص کوئی مال چوری کرے یا خیانت کر کے اسے حاصل کرے پھر اسے صدقہ کر دے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں اگرچہ وہ اس کے اصل مالک کی طرف سے صدقہ کرنے کی ہی نیت کر لے۔"[40]

---

[36] ***Ma'alim ul Sunan***,3/64,65

[37] ***Sunan Abī Da'ud***, kitāb al-ṭahārat, bāb al-mwade` allati naha al-Nabyy An al-bol feeha, Ḥadīth #26

[38] ***Ma'alim ul Sunan***,1/22

[39] Muslim ibn Al-ḤaJJāJ,***Al Jāmi' al-Ṣaḥīḥ Al-Muslim***(Riyād, Dār Salam 1427AH), Ḥadīth # 224.

[40] ***Ma'alim ul Sunan***,1/33

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 2 || July –December 2021 || P. 18-33
https://doi.org/10.29370/siarj/issue13urduar2

- بلی کے جوٹھے کے متعلق جس حدیث میں ہے کہ "بلی نجس نہیں، یہ تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔" [41] اس کے تحت امام خطابیؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ "اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ بلی کی ذات پاک ہے اور اس کا جوٹھا نجس نہیں اور اس (کے جوٹھے) سے پینا اور اس سے وضوء کرنا مکروہ نہیں۔ اور اس حدیث میں اس بات کا بھی ثبوت موجود ہے کہ ہر پاک ذات والے درندے، چوپائے اور پرندے کا جوٹھا بھی پاک ہے خواہ وہ ماکول اللحم نہ بھی ہو، اور اس میں اس بات کا بھی ثبوت موجود ہے کہ بلی کی خرید وفروخت جائز ہے کیونکہ اس میں طہارت بھی ہے اور نفع بھی۔" [42]
- جس حدیث میں ہے کہ "جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ مار جائے تو اس کی پاکیزگی (کا طریقہ) یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے، ان میں پہلی بار مٹی سے ہو۔" [43] اس کے تحت امام خطابیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ "اس حدیث میں یہ فقہی مسئلہ موجود ہے کہ کتا نجس الذات ہے اور اگر یہ بات نہ ہو کہ وہ نجس ہے تو پھر اس کے منہ مارنے کی وجہ سے برتن کو پاک کرنے کے حکم کا کوئی مطلب نہیں۔ اور مذکورہ حدیث میں اس بات کی بھی دلیل موجود ہے کہ قلیل پانی میں اگر نجاست گر جائے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ کتے کی خرید وفروخت حرام ہے کیونکہ وہ نجس الذات ہے لہٰذا وہ (خرید وفروخت کے حکم میں بھی) دیگر تمام نجاستوں کی طرح ہی ہے۔" [44]
- حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھا کرتے تھے، پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور انہیں وہی نماز پڑھاتے۔" [45] اس کے تحت امام خطابیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ "اس حدیث میں یہ فقہی مسئلہ موجود ہے کہ فرض پڑھنے والے مقتدی کی نماز نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے درست ہے کیونکہ معاذؓ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فرض تھی اور جب وہ اپنی فرض نماز پڑھ چکے ہوتے تھے تو ان کی نماز قوم کے

[41] Al Tirmidhī, Muḥammad bin ʿIsa. ***Sunan al Tirmidhī(***Riyād, Dār Salam 1413AH***)*** Ḥadīth # 92
[42] ***Ma'alim ul Sunan***,1/41
[43] ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb al-ṭahārat, bāb al-wudoo biso`ri al-kalb, Ḥadīth #71
[44] ***Ma'alim ul Sunan***, 1/39,40
[45] ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb al-ṣalāt, bāb imamat man salla biqaum waqad salla tilk al-ṣalāt, Ḥadīth #599

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 2 || July –December 2021 || P. 18-33
https://doi.org/10.29370/siarj/issue13urduar2

ساتھ نقل ہوتی تھی۔"[46]

ان چند امثلہ کے علاوہ بھی امام خطابیؒ کے استنباطات کی دیگر متعدد امثلہ پیش کی جاسکتی ہیں تاہم اختصار کے پیش نظر انہی پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔

دقیق استنباطات

بہت سے مقامات پر امام خطابیؒ نے نہایت دقیق اور گہرے استنباطات بھی فرمائے ہیں کہ جن سے آپ کی فقہی و اجتہادی بصیرت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اس کی چند امثلہ درج ذیل ہیں:

- جس حدیث میں مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے سے منع کیا گیا ہے اور پھر یہ وضاحت کی گئی ہے کہ "مساجد اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں"۔[47] اس کی شرح میں امام خطابیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ " ہر ایسا کام جس کے لئے مسجد نہیں بنائی گئی اسی کے تحت آتا ہے جیسے خرید وفروخت وغیرہ اور لوگوں کے معاملات سے متعلقہ اُمور اور ان کے حقوق کی ادائیگی وغیرہ اور بعض سلف نے مسجد میں مانگنا مکروہ قرار یا ہے اور ان میں سے بعض کی رائے تو یہ تھی کہ مسجد میں حاضر ہونے والے سائل پر صدقہ نہیں کرنا چاہئے۔"[48]
- رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان "میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اسے لمبا کروں مگر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو اسے مختصر کر دیتا ہوں تاکہ اس کی ماں بے چین نہ ہو۔"[49] کی شرح میں امام خطابیؒ نے فرمایا ہے کہ "اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ امام اگر رکوع کی حالت میں ہو اور وہ محسوس کرے کہ کوئی آدمی اس کے ساتھ نماز میں ملنا چاہتا ہے تو اسے یہ اختیار ہے کہ وہ رکوع کی حالت میں ہی کچھ انتظار کرے تاکہ وہ آدمی جماعت میں رکعت کی فضیلت پالے کیونکہ جب اسے اس بات کا اختیار ہے کہ بعض دنیوی اُمور میں انسانی حاجت کی وجہ سے لمبی نماز کو کچھ مختصر کر دے تو پھر اسے یہ اختیار بھی ہے کہ اللہ کی عبادت کے لئے اسے کچھ لمبا کر دے بلکہ یہ چیز اس بات کا زیادہ حق رکھتی ہے۔"[50]

---

[46] ***Ma'alim ul Sunan***,1/170
[47] ***Ṣaḥīḥ Al-Muslim***, Kitāb al-masājid, bāb al-nahy an nashd al-dhalat fil masjid, Ḥadīth # 568
[48] ***Ma'alim ul Sunan***,1/143
[49] ***Ṣaḥīḥ al Bukhārī***, Kitāb al-azʿān, bāb man akhafa al-ṣalāt `inda bukae al-sabyyi, Ḥadīth # 707
[50] ***Ma'alim ul Sunan***,1/201

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 2 || July –December 2021 || P. 18-33
https://doi.org/10.29370/siarj/issue13urduar2

- ”رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات اپنی نواسی) امامہ ؓ کو اٹھا کر نماز پڑھایا کرتے تھے۔[51] اس حدیث کے تحت امام خطابیؒ نے فرمایا ہے کہ ”اس حدیث میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ محرم عورت کو چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اوراس میں یہ دلیل بھی ہے کہ بچوں کے کپڑے اور جسم پاک ہیں جب تک کہ کسی نجاست کا علم نہ ہو اوراس میں یہ ثبوت بھی ہے کہ معمولی نوعیت کے عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی اور اس میں یہ مسئلہ بھی موجود ہے کہ آدمی جب نماز پڑھے اوراس کی آستین میں کوئی سامان ہو یااس کی گردن پر کپڑوں کی گٹھری یااس طرح کی کوئی چیز ہو تو اس کی نماز کفایت کر جاتی ہے۔“ [52]
- جس روایت میں ہے کہ دورانِ نماز اگر کسی کو شک گزرے کہ شاید اس کی ہوا خارج ہوئی ہے تو وہ اس وقت تک نماز نہ چھوڑے جب تک اسے ہوا خارج ہونے کی آواز یا بو محسوس نہ ہو۔[53] اس کے متعلق امام خطابیؒ نے فرمایا ہے کہ ”اس میں یہ فقہی مسئلہ موجود ہے کہ شک یقین کو نہیں روکتا اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا یقین ہو اور طلاق میں شک ہو تو وہ اس وقت تک پہلے نکاح پر ہی قائم رہے گا جب تک اسے طلاق کا یقین نہ ہو جائے۔“[54]
- حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی کے پاس ایک (نغیر نامی) چڑیا تھی جس کے ساتھ وہ کھیلتا تھا۔اچانک وہ مر گئی اور نبی ﷺ اس کے پاس آئے تو اسے پریشان پاکر پوچھا کہ کیا ہوا تو بتایا گیا کہ اس کی چڑیا مر گئی ہے۔اس پر آپ نے اس سے فرمایا ((ابا عمیر! ما فعل النغیر)) ”اے ابو عمیر! کیا کر گیا (تیرا) نغیر۔“[55] اس روایت کے تحت امام خطابیؒ نے فرمایا ہے کہ ”اس حدیث میں یہ فقہی مسئلہ موجود ہے کہ مدینہ کا شکار مباح ہے اوراس میں یہ مسئلہ بھی ہے کہ مسجع و مقفیٰ کلام جائز ہے اوراس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جائز حدود میں رہتے ہوئے ہنسی مزاح کی بات میں کوئی حرج نہیں اوراس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ناموں کی تصغیر جائز ہے اوراس میں یہ بھی مذکور ہے

---

51 ***Ṣaḥīḥ Al-Muslim***, Kitab al-masājid, bāb jwaz haml al-ṣibyaān fissalat, Ḥadīth # 543

52 **Ma'alim ul Sunan**,1/217,218

53 ***Ṣaḥīḥ al Bukhārī***, kitāb al-wudū, bāb la yatawdū` mina al-shakk hatta yastiqina, Ḥadīth # 137

54 ***Ma'alim ul Sunan***,1/64

55 ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb-al-ādb, bāb fil rajul yatakanna walisa lahu walad, Ḥadīth #4969

Vol. 7, No. 2 || July –December 2021 || P. 18-33
https://doi.org/10.29370/siarj/issue13urduar2

کہ آپ ﷺ نے اسے کنیت سے پکارا حالانکہ اس کا کوئی بچہ نہیں تھا تو یہ چیز جھوٹ کے ضمن میں نہیں آتی۔"[56]

حکمتِ تشریع

معالم السنن میں امام خطابیؒ نے متعدد احادیث کے تحت شرعی احکام کی علتیں اور حکمتیں بیان کرنے کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ لیکن یہاں یہ یاد رہے کہ ضروری نہیں کہ مسلمان کو ہر شرعی حکم کی حکمت وعلت معلوم ہی ہو بلکہ ایک مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ہر حکم کے آگے اپنے آپ کو جھکا دے خواہ اس کی حکمت اسے معلوم ہو یا نہ، کیونکہ انسان کا علم کم اور فہم محدود ہے اور وہ ان تمام احکام کی حکمتوں اور علتوں کا احاطہ ہی نہیں کر سکتا کہ جن کا اللہ تعالی نے انسان کو مکلف بنایا ہے۔ بہر حال امام خطابیؒ نے جن مختلف شرعی احکام کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند ایک کا بیان بطورِ مثال حسب ذیل ہے:

- حدیث میں دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع کیا گیا ہے۔[57] اس کے متعلق امام خطابیؒ نے فرمایا ہے کہ " اہل علم کی اکثریت کا کہنا ہے کہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت تادیباً ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ مسنون آداب میں دایاں ہاتھ کھانے پینے اور لینے دینے جیسے (صاف ستھرے اور پاکیزہ) کاموں کے لئے محدود کیا گیا ہے اور اسے گھٹیا و رزیل کاموں سے اور ایسے اعضاء کو چھونے سے محفوظ رکھا گیا ہے کہ جو گندگی اور نجاست کا مقام ہوں۔ جبکہ جسم کے نچلے حصوں پر لگی گندگی کو دور کرنے کی خدمت میں بائیں ہاتھ کو مشغول کیا گیا ہے۔"[58]
- شریعت میں اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ ایک سانس میں پانی پیا جائے۔[59] اس کے متعلق امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ "اس کی حکمت یہ ہے کہ جب کوئی اسے یکبارگی پی لے گا اور ایک ہی سانس میں پورا پانی اندر لے جائے گا تو پانی اس کے حلق کی جڑوں میں گھس جائے گا اور اس کے معدے کو بوجھل کر دے گا۔"[60]

---

[56] ***Ma'alim ul Sunan***,1/129

[57] ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb al-ṭaharat, bāb karahiyat istiqbal al-qiblat `inda qdaae al-hajat, Ḥadīth #7

[58] ***Ma'alim ul Sunan***,1/11

[59] ***Ṣaḥīḥ al Bukhārī,*** Kitāb al-wudū, bab la yumsiku zakarahu biyameenihi iza bala, Ḥadīth # 153,154

[60] ***Ma'alim ul Sunan***,1/24

Vol. 7, No. 2 || July –December 2021 || P. 18-33
https://doi.org/10.29370/siarj/issue13urduar2

- "جب کھانا حاضر ہو جائے تو نماز نہ پڑھی جائے۔"[61] نبی ﷺ کے اس فرمان کی حکمت بیان کرتے ہوئے امام خطابیؒ نقل فرماتے ہیں کہ "نبی ﷺ نے (نماز سے پہلے حاضر) کھانا تناول فرمانے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ نفس اس سے اپنی ضرورت پوری کرلے اور پھر نمازی اپنی نماز میں داخل ہو تو وہ دلی طور پر پُر سکون ہو، اس کا نفس کھانے کی خواہش کی وجہ سے اسے پریشان نہ کر رہا ہو کہ پھر یہی چیز اسے جلدی میں ڈال دے اور وہ نماز کے رکوع و سجود اور اس کے دیگر حقوق کی پوری ادائیگی نہ کر سکے۔" [62]
- نبی ﷺ نے اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔[63] اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے امام خطابیؒ نے فرمایا ہے کہ "آپ ﷺ نے اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے محض اس لئے منع فرمایا ہے کہ ان میں بدک جانے اور بھاگ اُٹھنے کی عادت ہوتی ہے، جس بنا پر اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی ان کی موجودگی میں نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اسے روند نہ ڈالیں یا اس کی نماز خراب نہ کردیں۔" [64]
- ایک حدیث میں اکیلے مسافر کو شیطان قرار دیتے ہوئے کم از کم تین افراد کو اکٹھے سفر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔[65] اس کی حکمت کے بیان میں امام خطابیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ "اکیلا مسافر دورانِ سفر اگر فوت ہو جائے تو اس کے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جو اس کے غسل، تدفین اور تجہیز و تکفین کا بندوبست کرے اور نہ ہی کوئی ایسا ہوگا کہ جسے وہ اپنے مال کے بارے میں وصیت لکھ کر دے جائے اور جو اس کا متروکہ مال اس کے اہل و عیال تک پہنچا دے اور انہیں اس (کی وفات) کی اطلاع پہنچا دے۔" [66]

---

[61] ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb al-tahārat, bāb a yusali al-rajulu wahuwa haqin, Ḥadīth #3343
[62] ***Ma'alim ul Sunan***,1/24
[63] ***Jame al Tirmidhī,*** kitāb al-ṭahārat, bāb ma jāa fil wudū min luhoom al-ibili, Ḥadīth # 81
[64] ***Ma'alim ul Sunan***,1/192
[65] ***Jame al Tirmidhī,*** Kitāb al-jihād, bāb ma jāa fi karahit an yusafira al-rajul wahdahu, Ḥadīth # 1674 , ***Sunan Abī Da'ud***, Kitāb al-jihād, bāb fi al-rajul yusafir wahdahu, Ḥadīth #2607
[66] ***Ma'alim ul Sunan***,2/260

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 2 || July –December 2021 || P. 18-33
https://doi.org/10.29370/siarj/issue13urduar2

خلاصہ بحث:

امام خطابیؒ چوتھی صدی ہجری کے محدث ہیں۔آپ نے علم حدیث میں بعض منفرد خدمات انجام دی ہیں جیساکہ صحیح بخاری اور سنن ابوداود کی اولین شروحات تحریر کرنا وغیرہ۔علاوہ ازیں آپ نے نہ صرف ادب ولغت بلکہ فقہ میں بھی شہرت حاصل کی اور بطور فقیہ بھی مشہور ہوئے۔ معالم السنن 'جو کہ آپ کی معروف تصنیف ہے 'نہ صرف تفہیم حدیث کا ایک عظیم ذخیرہ ہے بلکہ آپ کی فقہی بصیرت کا بھی منہ بولتا ثبوت ہے۔ چنانچہ شرح کرتے ہوئے آپ مختلف اسالیب سے مسائل واحکام پر بھی بحث کرتے ہیں، بعض اوقات ایک ہی حدیث میں موجود مسائل کو تفصیل سے بیان کر دیتے ہیں اور بعض اوقات متعدد احادیث کو نقل کر کے ان تمام پر اکٹھی ہی فقہی بحث فرماتے ہیں، حسب ضرورت کبھی اختصار سے کام لیتے ہیں اور کبھی طوالت سے ، فقہی اختلافات کو بھی ذکر فرماتے ہیں اور اس سلسلے میں کبھی قائل کے نام کی صراحت فرماتے ہیں اور کبھی صراحت نہیں فرماتے ،اختلافی اقوال نقل کرتے ہوئے کبھی ترجیحی رائے بیان فرمادیتے ہیں اور کبھی صرف اقوال نقل کرنے پر ہی اکتفا فرماتے ہیں ،تاہم اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں آپ ترجیح دیتے ہیں ،اگر مسائل میں علما کی فقہی آراء میں کوئی سقم ہو تو ان کی طرف سے عذر بھی پیش کر دیتے ہیں کہ ممکن ہے انہیں یہ حدیÉث پہنچی ہی نہ ہو وغیرہ، بعض اوقات آپ مختلف مکاتب فکر کی طرف منسوب کر کے بھی آراء نقل فرمادیتے ہیں جیسے اصحاب الرائے اور اصحابِ مالک وغیرہ۔ متعدد مقامات پر آپ نے شرعی احکام کی علتیں اور حکمتیں بیان کرنے کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ اکثر احادیث کے تحت آپ اپنے فہم واجتہاد کے ذریعے مسائل کا استنباط بھی فرماتے ہیں اور بعض اوقات تو بہت دقیق اور گہرے استنباطات بھی پیش کرتے ہیں کہ جن کے ذریعے آپ کی فقہی اور اجتہادی قوت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)